وَاعِظُ الجُمُعَہ

یومِ آزادی

پیشکش

ادارہ اہل سنت کراچی

مدیر

مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مفتی عبد الرزاق ہنگورہ

مفتی محمد کاشف محمود ہاشمی

14Th

august

INDEPENDENCE DAY

اہل السنۃ

لتحقیق الکتب والطباعۃ والنشر

www.facebook.com/darahlesunnat

دار أهل السنة

لتحقيق الكتب و الطّباعة و النّشر

IDARA E AHLE SUNNAT اداره اهلسنت

www.facebook.com/darahlesunnat

سلسلہ: واعظ الجمعہ

عنوان: یومِ آزادی

مدیر: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

مُعاونین: مفتی عبد الرزاق ہنگورو، مفتی محمد کاشف محمود ہاشمی

عددِ صفحات: ۱۳

سائز: 13×21

ناشر: ادارۂ اہلِ سنّت کراچی

: idarakhutbatejuma@gmail.com

: 00971559421541

: 00923458090612

www.facebook.com/darahlesunnat

آن لائن

۱۴۴۱ھ/۲۰۲۰ء

یومِ آزادی

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

عزیزانِ گرامی قدر! دنیا کی تمام اَقوام اپنا قومی ومِلّی دن (عیدِ وطنی)، بڑے جوش وخروش اور شان وشوکت سے مناتی ہیں۔

یومِ آزادئ پاکستان

یومِ آزادئ پاکستان ہر سال ۱۴ اگست کو آزادی کے دن کی نسبت سے منایا جاتا ہے، یہ وہ دن ہے جب ۱۹۴۷ء میں انگلستان سے آزاد ہوکر، ملکِ پاکستان معرضِ وُجود میں آیا۔ ۱۴ اگست کا دن پاکستان میں سرکاری سطح پر، قومی تہوار کے طور پر بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے، پاکستانی عوام اس روز اپنا قومی پرچم فضا میں بلند کرتے ہوئے، اپنے قومی محسنوں کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں، ملک بھر کی اہم سرکاری عمارتوں پر بھی چراغاں کیا جاتا ہے۔

اسلام آباد جو پاکستان کا دار الحکومت ہے، اسے خاص طور پر سجایا

جاتا ہے، اس دار الحکومت کے مَناظر جشن کا سماں پیش کرتے ہیں، اور یہیں قومی حیثیت کی حامل ایک تقریب کا انعقاد کیا جاتا ہے، جس میں صدر مملکت، وزیرِ اَعظم پاکستان، تینوں مسلح اَفواج کے سربراہان اور ملکی ترقی میں نمایاں کردار ادا کرنے والے قومی ہیروز (National heroes) خاص طور پر شرکت کرتے ہیں۔

ان تقریبات کے علاوہ نہ صرف صدارتی اور پارلیمانی عمارتوں پر قومی پرچم لہرایا جاتا ہے، بلکہ پورے ملک میں سرکاری اور نیم سرکاری عمارتوں پر بھی سبز ہلالی پرچم، پوری آب وتاب کے ساتھ بلندی کا نظارہ پیش کر رہا ہوتا ہے۔ اس روز ریڈیو اور TV پر براہِ راست صدر اور وزیرِ اَعظم پاکستان کی تقریریں نشر کی جاتی ہیں، اور اس عہد وپیما کی تجدید کی جاتی ہے، کہ ہم سب نے مل کر اس وطنِ عزیز کو ترقی، خوشحالی اور کامیابیوں کی بلندی تک لے جانا ہے۔

سرکاری سطح پر یومِ آزادی

سرکاری سطح پر یومِ آزادی انتہائی شاندار طریقے سے مناتے ہوئے، اعلی عہدہ داران اپنی حکومت کی کامیابیوں، اور بہترین حکمتِ عملیوں کا ذکر بڑے فخر سے کرتے ہوئے، اپنی عوام سے یہ عہد کرتے ہیں، کہ ہم اپنے تن من دھن کی بازی لگاکر بھی، اس وطنِ عزیز کو ترقی کی راہ پر گامزن رکھیں گے، اور ہمیشہ اپنے رَہنما قائدِ اَعظم محمد علی جناح کے قول: "ایمان، اتحاد اور تنظیم" کی پاسداری کریں گے۔

جشنِ آزادی کا مفہوم

آزادی اور جشنِ آزادی کا مفہوم کیا ہے؟ عام لوگ اور بالخصوص نئی نسل کی اکثریت اس سے واقف نہیں۔ ناخواندہ لوگ تو پروپیگنڈے کا شکار ہیں، لیکن بہت سے پڑھے لکھے بھی لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں، آزادی کا تصوّر ان سب کے لیے ایک عجوبہ

اور خیالی داستان کی حیثیت رکھتا ہے، وہ لوگ بس اتنا سمجھتے ہیں کہ ہم نے ۱۴ اگست کو آزادی حاصل کی۔ کیوں، کیسے اور کس سے حاصل کی؟ ان بنیادی سوالات سے انہیں کوئی غرض نہیں۔ اس بے خبری کا نتیجہ یہ برآمد ہو رہا ہے، کہ ۱۴ اگست اور آزادی کا تصوّر، محض ایک کھوکھلا نعرہ بن کر رہ گیا ہے، اور غل غپاڑا، ہُلڑ بازی، بے شرمی، بے حیائی اور لاقانونیت اس دن کی پہچان بنتی جارہی ہے!!۔

ہم لوگ سارا سال پاکستان کے مختلف اداروں کی کمزوریوں پر بحث و مُباحثہ میں اُلجھے رہتے ہیں، جو خصوصًا اگست کے مہینے میں مزید دھواں دار صورت اختیار کرلیتا ہے، لیکن اگر غور کیا جائے کہ گزشتہ ایک سال میں ہم نے بحیثیت پاکستانی، اپنے وطنِ عزیز کی ترقی، اور اَہلیانِ وطن کی بھلائی کے لیے کیا کام کیے؟ ہمارا کونسا عمل صرف اور صرف پاکستان کے مفاد میں تھا؟ تو یقینًا جواب نفی میں ہوگا! جبکہ اس بات پر غور کرنے کے بعد، ہم بہت سی بے مقصد باتوں پر بحث و مُباحثہ سے بھی بچ سکتے ہیں!۔

ہمارا قومی تہوار

۱۴ اگست ہمارا قومی تہوار ہے، جس کا اہتمام پاکستان سے باہر، دیگر ممالک میں مقیم پاکستانی بھی، بڑے جوش و خروش اور قلبی جذبات کے ساتھ کرتے ہیں، یہ دن وہاں موجود پاکستانیوں کے لیے باعثِ فخر و مسرّت ہوتا ہے۔ اس دن نہ صرف پاکستان، بلکہ بیرونِ ملک پاکستانی بھی اپنے گھروں، دُکانوں، گلیوں، بازاروں اور سواریوں پر، سبز ہلالی پرچم لہراتے ہیں، دنیا کو دکھاتے اور بتاتے ہیں، کہ آج کے دن ہمارا ملک پاکستان آزاد ہوا تھا، نیز دو قومی نظریہ کی اَہمیت بھی اُجاگر کراتے ہیں۔

پاکستان بنانے کے لیے مسلمانوں کی قربانیاں

پاکستان بنانے کے لیے بزرگوں، جوانوں، عورتوں اور بچوں، یعنی ہندوستان کے تمام طبقات کے مسلمانوں نے خوب قربانیاں دیں، تب جاکر ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کا سورج، برصغیر کے مسلمانوں کے لیے آزادی کا پیام لے کر طلوع ہوا، اور ہندوستان کے مسلمانوں کو نہ صرف انگریزوں، بلکہ ہندؤوں کی متوقّع غلامی سے بھی نَجات ملی، اور یہ کوئی آسان سی چیز نہیں تھی، جیسا آج بعض حلقوں میں سمجھا جارہا ہے۔ نواب سراج الدَولہ سے لے کر ٹیپو سلطان شہید، اور آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر تک کی قربانیاں، ہماری تاریخِ حُرّیت وآزادی کی لازوال داستانیں ہیں!۔

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے اَلمناک واقعات بھی، اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہیں، سات ۷ سمندر پار سے، تجارت کی غرض سے آنے والے انگریز دہشتگرد ڈاکو (British terrorist bandits) کی مسلسل سازشوں، ریشہ دوانیوں اور مقامی لوگوں کی غدّاریوں کے نتیجے میں، برصغیر میں مسلمانوں کی حکومتیں، یکے بعد دیگرے زوال کا شکار ہوتی چلی گئیں۔ اگرچہ مسلمان حکمرانوں اور مختلف قبائل کے سرداروں نے، سردھڑ کی بازی لگاکر، اپنی جان ومال کی عظیم قربانیاں دے کر، انگریزوں کا تسلّط روکنے کے لیے ہر ممکن کوشش کی۔

حقیقت یہ ہے کہ برصغیر کے مسلمانوں نے، کبھی بھی انگریز کی حکمرانی دل سے تسلیم نہیں کی تھی، انگریزوں اور ان کے نظام سے نفرت اور بغاوت کے واقعات، وقفے وقفے سے سامنے آتے رہتے تھے۔ برطانوی اقتِدار کے خاتمے کے لیے برصغیر کے مسلمانوں نے جو عظیم قربانیاں دیں، اور جو بے مثال جدوجہد کی، یہ ان کے اسلام

اور دو قومی نظریہ پر غیر متزلزل یقین کا واضح ثبوت ہے۔ انہی قربانیوں اور مسلسل جدوجہد کے نتیجے میں، بالآخر پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔

جب ہم تحریکِ آزادی کے تاریخی منظر نامہ پر نظر ڈالتے ہیں، تو اس تاریخی جدوجہد میں یہ بات سب سے نمایاں نظر آتی ہے، کہ مسلمان اپنے جُداگانہ اسلامی تشخص پر مُصِر رہے، یہی چیز نظریۂ پاکستان اور علیحدہ وطن کے قیام کی دلیل تھی۔ ہر قسم کے جابرانہ و غلامانہ نظام سے بغاوت کر کے، خالص اسلامی خطوط پر مبنی نظامِ حیات کی تشکیل، ان کا مدّعا اور مقصود تھا، جس کا اظہار و اعلان قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بار بار، اپنی تقریروں اور خطابات میں کیا۔ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ تحریکِ آزادی کے دَوران، برِ صغیر کے کونے کونے میں "لے کے رہیں گے پاکستان"، "بن کے رہے گا پاکستان" اور "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ" کے نعرے، بر صغیر کے مسلمانوں کے دلی جذبات کے حقیقی ترجمان تھے!۔

دو قومی نظریہ اور قائداعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

دو قومی نظریہ اور اس کی بنیاد کا اندازہ، بانیٔ پاکستان قائداعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس خطاب سے لگایا جا سکتا ہے، جو انہوں نے ۸ مارچ ۱۹۴۴ء کو مسلم یونیورسٹی علیگڑھ میں طلبہ کے اجتماع میں کیا، آپ نے فرمایا کہ "پاکستان اس دن معرضِ وُجود میں آگیا تھا، جب ہندوستان میں پہلا غیر مسلم مسلمان ہوا تھا"۔ اسی طرح ۱۷ نومبر ۱۹۴۵ء کو بابائے قوم نے ایڈورڈ کالج (Edward College) پشاور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ "ہم دونوں قوموں میں صرف مذہب کا فرق نہیں، ہمارا کلچر بھی ایک دوسرے سے الگ ہے، ہمارا دین ہمیں ایک ضابطۂ حیات دیتا ہے، جو زندگی کے ہر شعبے میں ہماری رَہنمائی کرتا ہے، ہم اس ضابطہ کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں"۔

دو قومی نظریہ کی بنیاد

دو قومی نظریہ کی بنیاد غیر منقسم ہندوستان میں، سب سے پہلے البیرونی (ت ۴۴۰ھ/۱۰۴۸ء) نے اپنی تحریر "کتاب الہند" میں پیش کی۔ اس نے واضح طور پر لکھا کہ "مسلمان اور ہندو، دو ۲ الگ الگ قومیں ہیں"۔ بلکہ اس نے تو یہاں تک لکھا کہ "ہندو مسلمانوں کو ایک حقیر قوم قرار دیتے ہوئے، ان سے کراہت محسوس کرتے ہیں"[(۱)]۔

پاکستان دو قومی نظریہ کی بنیاد پر معرضِ وُجود میں آیا

ہم ڈاکٹر اقبال اور قائدِ اعظم جیسے زعمائے قوم کی بصیرت کو سلام پیش کرتے ہیں، جنھوں نے کانگریسی ہندو لیڈروں کے جھوٹے پروپیگنڈے: "ہندوستان میں بس ایک قوم، یعنی ہندوستانی بستے ہیں" کا پردہ چاک کرتے ہوئے، مسلمانوں کو باوَر کروایا کہ "ہندوستان میں ایک قوم نہیں، بلکہ دو قومیں ہیں: ہندو اور مسلمان، جن کا رہن سہن، کھانا پینا، قومی ہیروز (National heroes) اور مذہبی عقیدہ، غرض بہت کچھ ایک دوسرے سے جُدا ہے"۔ یوں دو قومی نظریہ، اور پھر اس کی بنیاد پر پاکستان معرضِ وُجود میں آیا، والحمد للہ!۔

قیامِ پاکستان میں علمائے اہلِ سنّت اور مشائخِ طریقت کا کردار

تاریخِ ہند سے دلچسپی رکھنے والا ہر شخص بخوبی جانتا ہے، کہ جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء میں، علمائے اہلِ سنّت اور مشائخِ طریقت کا نہایت بنیادی کردار رہا، بلکہ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ "شمالی ہند میں انگریزوں کے خلاف، مسلم رائے عامّہ ہموار کرنے، اور پورے خطّے میں انقلاب برپا کرنے کا بنیادی سہرا، انہی قائدین وبزرگانِ دین کے سَر ہے"۔

---

(۱) "کتاب الہند" مترجم اردو، باب ۱، ۱/۲۰-۲۲، ملتقطاً۔

ان مجاہدین میں مولانا امام بخش صہبائی دہلوی (ت ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۷ء)، مولانا سیّد احمد اللہ شاہ مدراسی (ت ۱۲۷۴ھ/۱۸۵۷ء)، مولانا وہّاج الدین مرادآبادی (ت ۱۲۷۴ھ/۱۸۵۷ء)، مجاہدِ اعظم جنگِ آزادیٔ ہند ۱۸۵۷ء بطلِ حُریت، علّامہ مفتی فضلِ حق خیرآبادی شہید (ت ۱۲۷۸ھ/۱۸۶۱ء)، مفتی عنایت احمد کاکوروی (ت ۱۲۷۹ھ /۱۸۶۳ء)، مفتی صدر الدین خاں آزُردہ دہلوی (ت ۱۲۸۵ھ/۱۸۶۸ء)، مولانا رضا علی خان بریلوی (اعلیٰ حضرت کے دادا) (ت ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء)، مولانا ڈاکٹر وزیر خان اکبرآبادی (ت ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۳ء)، رئیس المتکلّمین علّامہ نقی علی خان بریلوی (ت ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء)، مولانا رحمت اللہ کیرانوی (ت ۱۳۰۸ھ /۱۸۹۱ء)، حکیم سعید اللہ قادری (ت ۱۳۲۵ھ /۱۹۰۹ء) رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم کے، انقلابی کارنامے آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ اور شہیدِ جنگِ آزادی حضرت مولانا مفتی سیّد کفایت علی کافی مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام تو اس فہرست میں بہت بلند اور نمایاں ہے[1]۔

حضرت علّامہ نقی علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ (والدِ اعلیٰ حضرت) کو، ملک میں انگریز اقتدار سے شدید نفرت تھی، آپ نے تاحیات انگریزوں کی سخت مخالفت کی، اور انگریزی اقتدار کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے۔ وطنِ عزیز کو انگریزوں کے جبر واستبداد سے آزاد کرانے کے لیے، آپ نے زبردست قلمی ولسانی جہادی خدمات انجام دیں، اس بارے میں چندہ شاہ حسینی لکھتے ہیں کہ "مولانا رضا علی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انگریزوں کے خلاف، لسانی وقلمی جہاد میں مشہور ہو چکے تھے، انگریز مولانا کی علمی وَجاہت ودَبدبہ سے بہت گھبراتا تھا، آپ کے صاحبزادے مولانا نقی علی

---

(۱) "علماءِ ہند کا شاندار ماضی" حصّہ چہارم ۴، ص۸۹۴-۸۹۸، ملتقطاً۔

خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی انگریزوں کے خلاف جہاد میں مصروف تھے، مولانا نقی علی خاں کا ہند کے علماء میں بہت اونچا مقام تھا، انگریزوں کے خلاف آپ کی عظیم قربانیاں ہیں"[۱]۔

ملک ہند سے انگریزوں کو نکال باہر کرنے کے لیے، علماء نے ایک جہاد کمیٹی بنائی، انگریزوں کے خلاف عملاً جہاد کا آغاز کرنے کے لیے، جہاد کمیٹی نے جہاد کا فتویٰ صادر کیا، اس جہاد کمیٹی میں امام العلماء مولانا رضا علی خاں، علّامہ فضلِ حق خیر آبادی، مفتی عنایت احمد کاکوروی، مولانا نقی علی خاں بریلوی، مولانا احمد اللہ شاہ، مولانا سیّد احمد مشہدی بدایُونی ثمّ بریلوی، جنرل بخت خاں وغیرہم کے اسمائے گرامی، خاص طَور پر قابلِ ذکر ہیں[۲]۔

حضرت مولانا نقی علی خاں انگریزوں کے خلاف جہاد کے لیے مجاہدین کو مناسب مقامات پر گھوڑے پہنچایا کرتے۔ آپ نے اپنی انگریز مخالف تقریروں سے، مسلمانوں میں جہاد کا جوش وولولہ پیدا کیا، بریلی کا جہاد کامیاب ہوا، انگریزوں کو مسلمانوں نے شکست دی، اور بریلی چھوڑنے پر مجبور کردیا[۳]۔

انگریز کی آمد اور برِ صغیر پر اس کے مکمل قبضہ کے بعد، وقت کے تقاضے نے علماء ومشائخ کو، مسندِ دعوت وارشاد سے اُٹھا کر، رسمِ شبیری ادا کرنے کے لیے، میدانِ عمل میں اُترنے پر مجبور کردیا۔ ۱۸۵۷ء کے معرکۂ کارزار میں، مذکورہ بالا علماء ومشائخِ اہلِ سنّت نے تحریکِ آزادی کی شمع روشن کی۔

۱۸۵۷ء کی اس جدوجہد کے بعد، امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اِس قافلۂ حُریت کی فکری آبیاری فرمائی، اور دو قومی نظریہ کا شُعور دیا۔ دو قومی نظریہ کا پرچار

---

(۱) دیکھیے: "اُصول الرَّشاد" رئیس الاتقیاء حضرت... الخ، ص۲۲-۲۳ بحوالہ "شمس التواریخ"۔

(۲) دیکھیے: "برطانوی مظالم کی کہانی عبدالحکیم خاں اختر شاہجہان پوری کی زبانی" بابِ ا، ص۱۲۶، ملتقطاً۔

(۳) "جواہر البیان فی اَسرار الارکان" مختصر حالات حضرت مصنّف علّام، ص۱۰۔

کیا، اور ہر سطح پر ہندو مسلم اتحاد کا رَد کیا، تحریکِ ترکِ موالات اور تحریکِ خلافت میں مسلمانوں کو متنبہ کیا، کہ ان تحریکوں میں مسلم ہندو اتحاد کا نعرہ لگایا جارہا ہے، جو شرعی حیثیت سے ناجائز ہے[1]۔

آپ کے بعد آپ کے خلفاء اور دیگر علمائے اہلِ سنّت: حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان، صدر الاَفاضل مولانا سیّد نعیم الدین مرادآبادی، مبلّغِ اسلام علّامہ عبدالعلیم صدیقی (والدِ محترم علّامہ شاہ احمد نورانی)، علّامہ سیّد محمد محدّثِ اعظم کچھوچھوی (والدِ گرامی شیخ الاسلام علّامہ مدنی وہاشمی میاں)، فقیہِ اعظم ہند علّامہ امجد علی اعظمی، ابوالحسنات علّامہ سیّد محمد احمد قادری، ابوالبرکات علّامہ سیّد احمد قادری، علّامہ عبدالحامد بدایونی، امیرِ ملّت پیر جماعت علی شاہ، شیخ الاسلام خواجہ قمر الدّین سیالوی، علّامہ سیّد احمد سعید کاظمی، مولانا عبدالستار خان نیازی، مولانا عبد الغفور ہزاروی، مفتیٔ سرحد مفتی شائستہ گُل، پیر عبد الرحیم پیر آف بھرچونڈی شریف، پیر آف مانکی شریف اور پیر آف زکوڑی شریف رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم حضرات نے، برصغیر کے مسلمانوں میں سیاسی شُعور کی بیداری میں، بہت اہم کردار ادا کیا، اور تحریکِ آزادی میں ہراَول دستے کی حیثیت سے کردار ادا کرتے ہوئے "آل انڈیا مسلم لیگ" اور قائدِ اعظم محمد علی جناح کے شانہ بشانہ کام کرتے رہے۔

اکابر اہلِ سنّت کی یہ تاریخی جدوجہد "جماعتِ رضائے مصطفی"، "شُدھی تحریک"، "تحریکِ خلافت"، "تحریکِ ترکِ مُوالات وہجرت" اور "آل انڈیا سنّی کانفرنس" کے قیام ۱۹۲۵ء سے لے کر، "بنارَس سنّی کانفرنس" ۱۹۴۵ء کے تاریخ ساز اِجلاس، اور ۱۴/ اگست ۱۹۴۷ء کو قیامِ پاکستان تک پھیلی ہوئی ہے۔

---

(۱) "شاہکار انسائیکلوپیڈیا قرآنیات" از سیّد قاسم محمود (۲۰۰۹ء)، ص۴۰۲۔

بلاشبہ قیامِ پاکستان علماء ومشائخ اور عوامِ اہلِ سنّت کی لازوال جدوجہد اور قربانیوں کا ثمرہ ہے۔کوئی بھی منصِف مزاج مؤرِّخ اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا، کہ تحریکِ آزادی کے سفر میں، تکمیلِ پاکستان تک، کوئی ایک موڑ بھی ایسا نہیں، جہاں حضرات علماءومشائخِ اہلِ سنّت، قوم کی رَہبری ورَہنمائی کے لیے موجود نہ رہے ہوں!۔

ان اکابر علمائے کرام کے لیے، جذبۂ احسان شناسی کا تقاضا ہے، کہ ان کی شاندار خدمات کو، خراجِ تحسین پیش کیا جائے، اور نسلِ نَو کو ان کے بلند کردار سے آگاہی دی جائے!۔

تحریکِ آزادی میں علمائے اہلِ سنّت کی خدمات

آل انڈیا سُنّی کانفرنس:

تحریکِ آزادی میں "آل انڈیا سُنّی کانفرس" نہایت اَہمیت کی حامل ہے۔اس کانفرس کا پہلا جلسہ ۱۹۲۵ ء، دوسرا ۱۹۳۵ء اور تیسرا ۱۹۴۵ء کو بنارَس میں منعقد ہوا، جس میں کثیر مشائخ، علماءِ کرام اور عوام نے شرکت کی[۱]۔

تحریکِ آزادی کے مخالفین کی گواہی:

تحریکِ آزادی کے مخالفین نے تو یہاں تک کہا کہ "مسلم لیگ مَولویوں اور پیروں کی مدد سے کامیاب ہوئی ہے۔مَولویوں اور پیروں نے "اسلام خطرے میں ہے" کا نعرہ لگایا، اور ووٹروں کو غضبِ الٰہی سے ڈرا کر، مسلم لیگ کی کامیابی کے لیے میدان صاف کیا"[۲]۔

---

(۱)"سیرتِ امیرِ ملّت" سُنّی کانفرنس، ص۴۷۴۔

(۲)"ماہنامہ کنزالایمان لاہور" اگست ۱۹۹۵ء، تحریکِ پاکستان نمبر، اعترافِ حق، ص۱۸۰۔

مذکورہ بالا حالات وواقعات کی روشنی میں، ہم سب کی ذمّہ داری ہے کہ حامیانِ پاکستان، اور ان کے حقیقی جانشینوں کی بے مثال جد وجہد، اور کوششوں کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے، مملکتِ خداداد "اسلامی جُمہوریہ پاکستان" کو عملی طور پر ایک عظیم، اسلامی فلاحی ریاست بنانے میں، اپنا بھرپور مثالی کردار ادا کریں!!۔

ہر فرد اپنی سرکاری یا غیر سرکاری ملازمت، کاروبار یا محنت مزدوری، الغرض ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والا، چاہے وہ اعلیٰ سے اعلیٰ عہدیدار ہو، یا کم سے کم تر آمدنی پانے والا مزدور، ہر ایک اپنے گرد وپیش کو خُرد بُرد (Corruption) اور دیگر بدعنوانیوں سے پاک صاف کرنے میں، بھرپور کوشش ولگن سے، اپنا اپنا کام محنت اور ایمانداری سے انجام دے، اور اس کی ابتداء خود اپنی ذات اور کردار سے کرے، تو پھر وہ دن دُور نہیں کہ ہر فرد پھر ہر مُعاشرہ، ہر شہر اور ہر قریہ، اور بالآخر ہمارا سارا ملک، دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی صفِ اوّل میں شمار ہونے لگے گا، ان شاء اللہ!۔

نعمتِ آزادی اور ہماری ذمّہ داری

میرے محترم بھائیو! آج کی نوجوان نسل یومِ آزادی مناتی تو ہے، مگر اِن میں وہ جوش وجذبہ نظر نہیں آتا جو ہم سے پہلی نسل میں ہوا کرتا تھا۔ ہماری نوجوان نسل کو یاد رکھنا چاہیے، کہ آج اگر ہم ایک آزاد وطن میں سانس لے رہے ہیں، تو یہ اُن شہیدوں کی برکت ہے، جنہوں نے اپنا کل ہمارے آج کے لیے قربان کیا! ہمیں یہ بات ہرگز نہیں بھولنی چاہیے، کہ پاکستان کی بنیادوں میں لاکھوں شہیدوں کا لہو شامل ہے؛ کیونکہ اس ایک آزاد مملکت کے حصول کے لیے، مسلمانوں نے بے شمار قربانیاں دی ہیں!!۔

میرے عزیز دوستو! چونکہ آزادی ایک بہت بڑی نعمت ہے، لہذا اس نعمت کی حفاظت بھی ہماری اجتماعی اور قومی ذمّہ داری ہے۔ آزادی کا جشن مناتے ہوئے ہمیں

یہ عہد کرنا ہے کہ "پاکستان کی ترقی کے لیے ہر ممکن کوشش کریں گے، وطنِ عزیز کی سالمیت پر کبھی آنچ نہیں آنے دیں گے، اور وقت آنے پر پاک فوج، پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے شانہ بشانہ کھڑے رہیں گے، جو دہشتگردوں (اور وطن دشمن قوتوں) کے خلاف سربکف ہیں"۔

جشنِ آزادی اور پاکستانی قوم

میرے نوجوان ساتھیو! جشنِ آزادی منانا زندہ قوموں کی ایک نشانی ہے، یہ اس بات کی علامت ہے کہ ہم اپنے اُن محسنوں کو نہیں بھولے، جنھوں نے حصولِ آزادی کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے، اپنا تَن مَن دھن سب کچھ قربان کر کے، شجرِ آزادی کی آبیاری اپنے خونِ جگر سے کی!۔

میرے عزیز ہم وطنو! یاد رکھیے کہ جو قومیں اپنے شہداء کو نہیں بھولتیں، وہ تاریخ میں ہمیشہ زندہ وجاوید رہتی ہیں، مگر بدقسمتی سے آج ہماری نسلِ نَو کی اکثریت کو، اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ پاکستان کیسے بنا تھا!!۔

جشنِ آزادی اور ہمارا طرزِ عمل

میری قوم کے نوجوانو! زندہ قوموں کے جشن آزادی منانے کا طریقہ یہ ہے، کہ وہ اپنے محسنوں کی قربانیوں کا فخریہ انداز سے ذکر کرتے ہیں، اپنی آنے والی نسلوں کو اُن کے کارناموں سے رُوشناس کراتے ہیں، اپنے شہداء کے لیے دعائے خیر کا اہتمام کرتے ہیں۔ مگر بدقسمتی سے آج کا منچلہ اور اَوباش نوجوان، ہوائی فائرنگ، موٹر سائیکل کا سائلینسر (Silencer) نکال کر سڑک پر ہلّا گلا کرتے، تیز رفتاری اور وَن ویلنگ (One Wheeling) وغیرہ کے ذریعے شور شرابا کرنے، ماؤں بہنوں کی بے احترامی کرتے

ہوئے، نیز آتش بازی (fireworks) کے ذریعے جشن آزادی منانے میں فخر محسوس کرتا ہے، جو کسی طور پر بھی قابلِ قبول، اور قابلِ ستائش قرار نہیں دیا جاسکتا!۔

جشنِ آزادی منانے والا آج کا نوجوان کیا جانے، کہ آزادی کیسے حاصل ہوئی؟ اسے کیا پتہ کہ آزادی کے حصول کے لیے کیا کیا قربانیاں دینی پڑیں؟ آج سوشل میڈیا پر صرف "یومِ آزادی مبارک" کا اسٹیٹس (Status) اَپ ڈیٹ (update) کر کے ہم سمجھتے ہیں، کہ ہم نے اپنے پاکستانی ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔ شاید اِن فیس بُکی مجاہدوں کے وَہم وگمان میں بھی نہ ہو، کہ آزاد وطن کی فضاؤں میں سانس لینے کی کیا کیا قیمت چکانا پڑتی ہے؟! اور خون کے کتنے دریا عبور کرنا پڑتے ہیں؟!

دعا

اے اللہ! ہمیں آزادی کی نعمتِ عظمی پر صحیح معنی میں شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرما، اَغیار کی ظاہری، باطنی اور ذہنی غلامی سے محفوظ فرما کر حقیقی آزادی نصیب فرما! ہمارے ملک کے ہر طبقہ کے لوگوں، اعلی عہدیداروں کو بھی، ملک وقوم کی ترقی وخدمت کے لیے، بھرپور کردار ادا کرنے کی توفیق مرحمت فرما! ہر نیک کام میں اِخلاص کی دَولت نصیب فرما، آمین یا ربّ العالمین!

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدِنا ونبيِّنا وحبيبِنا وقرّةِ أعيُنِنا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.